حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے
فقہی افکار ونظریات مکتوبات کی روشنی میں

ڈاکٹر نوراحمد شاہتاز
اسسٹنٹ پروفیسر شیخ زاید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی

ارشادِ باری ہے : ﴿ یوتی الحکمة من یشاء ومن یوتی الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا﴾ (۱)

جسے چاہتا ہے حکمت سے سرفراز فرماتا ہے اور جسے وہ حکمت سے نواز دے پس گویا وہ خیرِ کثیر سے مالا مال کردیا گیا۔

حکمت کے معنی صاحبِ حکمت رسول ﷺ کے صاحبِ توفیق مفسر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہیں' آپ فرماتے ہیں: الحکمة العقل والفھم والفطنة (۲) یعنی حکمت نام ہے علم وفہم وبصیرت کا۔

حکیم رازی کہتے ہیں: ھی عبارة عن توفیق العمل بالعلم (۳) اور پھر حکمت کی تقسیم کرتے ہوئے قرآنی شواہد سے ثابت کرتے ہیں کہ ایک حکمت' حکمتِ نظری ہے اور دوسری حکمت' حکمتِ عملی ہے۔ گویا حکمت نام ہے افکارونظریات اور عمل کا' اب دیکھتے ہیں کہ فقہ کیا ہے۔ اورعلمِ فقہ کی تعریف اہلِ حقیقت کے نزدیک کیا' صاحبِ درِمختار کے بقول: الفقه عند اہل الحقیقة الجمع بین العلم والعمل۔ (۴) جب حکمت توفیق العمل بالعلم قرار پائی اور فقہ کے معنی الجمع بین العلم والعمل ہوئے تو طے پایا کہ حکمت فقہ ہے اور فقہ حکمت ہی کا دوسرا نام ہے چنانچہ رجل حکیم وہ شخص ہوگا جوان دونوں کا اس طرح جامع ہو کہ فقہ وحکمت اس کی ذات میں یکجا ہوجائیں' ہمارے ممدوح ومحترم وشیخِ محتشم

عالمِ ربانی حضرتِ مجددِ الفِ ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جامعِ علم وعمل ہی نہیں جامعِ کمالات وقاسمِ فیوض وبرکات ہے۔ حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت سے حکمت میں جو حظِ وافر عطا ہوا اسے دیکھ کر اور اس کے کمالات کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ مردِ حکیم آپ ہی ہیں جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے وآتینا لقمان الحکمة ان اشکر لله---

لقمانِ بني اسرائیل کے بارے میں حضرتِ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لم يكن لقمان نبيا ولكن كان عبدا كثير التفكر ' حسن اليقين ' احب الله تعالى فاحبه ومن عليه بالحكمة وخيره فى ان يجعله خليفة يحكم بالحق .... (٦)

اور لقمانِ عز وجاہِ بني اسماعیل وامتِ ابن الذبیحین کے بارے میں عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر کہتے ہیں : انه بلغه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يكون فى امتى رجل يقال له صلة يدخل الجنة بشفاعته كذا و كذا .... (٧)

اور حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الحمد لله الذى جعلني صلة بين البحرين و مصلحا بين الفئتين .... (٨)

ثابت ہوا اس امت کے مردِ حکیم جامعِ علم وعمل فقیہِ نبیل مرشدِ کریم و ہادیءِ طریقِ حکمت حضرتِ مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں۔

حضرتِ لقمان اپنے صاحب زادے کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں : ﴿يبني لا تشرك

بالله ان الشرك لظلم عظيم + يبني انها ان تك مثقال حبة من خردل فتكن فى صخرة او فى السموات او فى الارض يات بها الله ان الله لطيف خبير + يبنى اقم الصلوة وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبرعلى ما اصابك ان ذلك من عزم الامور+ ولا تصعر خدك للناس ولا تمش فى الارض مرحا ان الله لا يحب كل مختال فخور+ واقصد فى مشيك واغضض من صوتك ان انكر الاصوات لصوت الحمير﴾(٩)

اور حضرتِ مجدد اپنے مریدوں کو بیٹا کہ کر مخاطب کرتے اور لقمانِ حکیم سے دو قدم آگے بڑھ کر یہ نصائح مختصر و جامع الفاظ میں یوں فرماتے ہیں :

ہوش دردم ....، نظر بر قدم ....، سفر در وطن............، خلوت در انجمن............، یاد کرد، بازگزشت، نگاہ داشت، یاد داشت ۔ (۱۰)

ان نصائح یا کلماتِ مبارکہ کی تفصیل مکتوبات طیبات میں اور سلوکِ نقشبندیہ کی کتب میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے یہ مقالہ اس تفصیل کا متحمل نہیں ۔

حضرتِ مجدد حکمتِ نظری و حکمتِ عملی کے پیکر ہیں، آپ کے فقہی افکار ونظریات میں جس بات پر زور ہے وہ حصولِ علم و اکتسابِ عمل کا درس ہے ۔آپ کے مکتوباتِ طیبات اس پر شاہد ہیں ۔آپ اپنے مکتوب بنام شیخ نظام تھانیسری میں فرماتے ہیں:

"علم دو مجاہدوں کے درمیان واقع ہے ۔ ایک اس کے حصول سے پہلے اس کی طلب کا مجاہدہ، دوسرا اسے حاصل کر لینے کے بعد اس پر عمل کا مجاہدہ ۔لہذا یوں چاہئے کہ جس طرح آپ کی مجلس شریف میں کتبِ تصوف کا ذکر و مطالعہ ہوتا ہے اسی طرح کتبِ فقہ کا بھی ذکر و مطالعہ ہو، اور زبانِ فارسی میں فقہ کی کتابیں بے شمار ہیں جیسے، مجموعہ خانی، عمدۃ الاسلام، کنزِ فارسی وغیرہ، بلکہ اگر آپ کی مجلس شریف میں کتبِ تصوف کا ذکر ومطالعہ نہ بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ تصوف کا تعلق احوال سے ہے وہ قال میں نہیں آسکتا۔ لیکن کتبِ فقہ کے زیرِ مطالعہ نہ ہونے سے ضرر ونقصان کا احتمال ہے ۔" (۱۱)

شیخ فرید کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

"...... نعمتِ اسلام کی سب سے اولین مدد یہ ہے کہ مسائل شرعیہ کی وضاحت کی جائے اور کتاب وسنت اور اجماع کے عقائدِ کلامی کا اظہار کیا جائے تاکہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں پڑ کر راستہ نہ روک دے اور کام کو خرابی اور فساد میں نہ ڈال دے ۔" (۱۲)

فقہی افکارونظریات اور احکامِ فقہیہ کو عام کرنے کے لئے آپ ہمہ تن مصروف رہے' آپ نے اپنے حلقۂ اثر میں احکامِ فقہیہ کی اشاعت کو اپنا مطمحِ نظر بنایا چنانچہ شیخ احمد برکی کے نام اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں: فعليكم بتعليم العلوم الدينيه ونشر الاحكام الفقهيه ما استطعتم فانها ملاك الامر ومناط الارتقاء و مدار النجاة.......... (١٣)

یعنی آپ پر لازم ہے کہ علومِ دینیہ کی تعلیم دیں اور جہاں تک ممکن ہو احکامِ فقہیہ کو عام کریں کیونکہ یہی دونوں اصل مقصود ہیں اور انہی پر ترقی اور نجات کا مدار ہے۔

فقہِ اسلامی کی اشاعت کو اصل مقصود اور مدارِ نجات قرار دینے والے حضرتِ مجدد اپنے ایک اور مکتوب بنام میر عبداللہ بن میر محمد نعمان میں تحریر فرماتے ہیں: "میرے عزیز فرزند ہمیشہ اپنے نام کی طرح توفیق یافتہ رہو موسمِ جوانی کو غنیمت جانتے ہوئے علومِ شرعیہ کی تحصیل اور ان کے مطابق عمل میں مشغول رہو۔" (۱۴)

اپنے مرشد زادوں کے نام اپنے ایک طویل مکتوب (مکتوب نمبر ٢٦٦) میں فرماتے ہیں:

"...... عقائد درست کرنے کے بعد احکامِ فقہ کا سیکھنا ضروری ہے اور فرض واجب' حلال وحرام وسنت ومندوب' مشتبہ ومکروہ کے جاننے کے بغیر چارہ نہیں اور ایسے علم کے مطابق عمل لازم ہے۔ فقہ کی کتابوں کا مطالعہ ضرور کریں ......" (۱۵)

حضرتِ شیخ علمِ فقہ کی رسمی تحصیل کے قائل نہیں بلکہ آپ اس کے عمیق مطالعہ اور دقیق فہم کے حامی ہیں آپ کی اس فکر کا اندازہ آپ کے ان اقوال وارشادات سے ہوتا

ہے جو آپ اس سلسلہ میں اپنے مریدین ومتعلقین کو بطور نصیحت ارشاد فرماتے' اسی سلسلہ کا ایک قول آپ کے ایک مکتوب بنام جباری خاں میں ملتا ہے آپ فرماتے ہیں:

"...... بندہ جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہ کردے اور اوامر کی بجا آوری اور ممنوعات سے رکنے کے ساتھ مزین وآراستہ نہ کرے اس دولت ونعمت کی خوشبو

بندے کی روح سونگھ نہیں سکتی۔..........." (۱۶)

علم بغیر عمل کے کچھ نہیں' اور حضرتِ مجدد کی ساری زندگی علم و عمل میں توازن و اعتدال کی راہ سجھانے میں گزری ہے آپ ان علماء کو جو عامل نہیں صرف عالم ہیں علماءِ سوء میں شمار کرتے ہیں اور اس بات پر ہمیشہ زور دیتے رہے ہیں کہ احکامِ شرعیہ عمل کے لئے اترے ہیں نہ کہ صرف پڑھنے پڑھانے کے لئے' شیخ فرید کے نام اپنے ایک مکتوب میں حضرت نے لکھا:

"...... ساری ہمت احکامِ شرعیہ کی بجا آوری میں صرف کی جائے اور اہلِ شریعت یعنی علماء وصلحاء کی تعظیم وتوقیر کرنی چاہیئے۔ اور شریعت کو رواج دینے میں کوشاں رہنا چاہیئے ......" (۱۷)

حضرتِ مجدد جب احکامِ شریعت پر عمل اور اہلِ شریعت کی تعظیم کی بابت فرماتے ہیں تو اس سے شریعتِ مطہرہ کی وہ تعبیر مراد ہے جو فقہ حنفی کے نام سے موسوم ہے۔ آپ فقہِ حنفی کے زبردست موید وحامی ہیں۔ آپ حضرتِ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور آپ کے فقہی اسلوب سے اس قدر متاثر ہیں کہ آپ حضرتِ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالاتِ فقہیہ کو کمالاتِ نبوت سے نسبت دیتے ہیں چنانچہ اپنے مکتوب بنام میاں بدیع الدین صاحب میں رقمطراز ہیں:۔

"...... آج صبح حضرتِ الیاس وحضرتِ خضر علیہما السلام روحانیوں کی صورت میں تشریف لائے' حضرتِ خضر علیہ السلام سے ہم نے سوال کیا کہ آپ امامِ شافعی کے مذہب

کے موافق نماز ادا کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم شرائع کے ساتھ مکلّف نہیں ہیں لیکن چونکہ قطبِ مدار کے کام ہمارے سپرد ہیں اور قطبِ مدار (اس وقت) امامِ شافعی کے مذہب پر ہے اس لئے ہم بھی اس کے پیچھے امامِ شافعی کے مذہب کے موافق نماز ادا کرتے ہیں۔

پھر فرمایا: چنانچہ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ ولایت کے کمالات فقہِ شافعی کے ساتھ

خاص موافقت رکھتے ہیں اور کمالاتِ نبوت کی مناسبت فقہِ حنفی کے ساتھ ہے ۔ اگر بالفرض اس امت میں کوئی پیغمبر اب مبعوث ہوتا تو فقہِ حنفی کے موافق عمل کرتا ۔ (۱۸)

اسی مکتوب میں آگے چل کر لکھتے ہیں : اس وقت حضرت خواجہ محمد پارسا (خلیفہ ثانی حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کے اس سخن کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی جوانہوں نے فصولِ ستہ میں نقل کیا ہے کہ حضرتِ عیسی علیہ السلام نزول کے بعد امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے ۔ (۱۹)

حضرتِ مجدد قدس سرہ العزیز نے اپنے دور میں نہ صرف بدعقیدگی کا سدِ باب فرمایا اور عقائد باطلہ کا علی الاعلان رد فرمایا بلکہ آپ نے اس دور کے فقہی جمود کو بھی توڑا اور غیر مقلدیت کے خلاف بھی علی رؤس الاشہاد جہاد کیا' آپ عامۃ المسلمین کے لئے تقلید کے پرزور حامی تھے اور خود استعدادِ اجتہاد کے مرتبہءِ کمال پر فائز ہونے کے باوجود تقلید ہی کو پسند فرماتے تھے ہاں آپ نے بعض مسائل میں امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ فروعی مسائل سے اتفاق فرمایا ہے' مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ عام لوگوں کو تلفیقِ مذاہب کی اجازت دیتے ہوں یا عدمِ تقلید کی ۔ بلکہ آپ آئمہ مجتہدین کے خلاف چلنے' تقلید ترک کرنے اور از خود استنباطِ احکام ومسائل سے منع فرماتے تھے' امان اللہ فقیہ کے نام اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں :۔

"...... جس طرح کتاب وسنت کے مطابق اعتقاد رکھنا ضروری ہے اسی طرح کتاب و سنت پر اس طریقہ کے مطابق عمل کرنا جو ائمہ مجتہدین نے ان سے استنباط فرمایا ہے۔ اور ان کے بیان کردہ حلال وحرام' فرض و واجب اور سنت ومستحب اور مکروہ ومشتبہ احکام کو جاننا اور ان کا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے ۔ اور مقلد کو اس امر کی اجازت نہیں کہ مجتہد کی رائے کے خلاف از خود کتاب وسنت سے احکام اخذ کرتا پھرے اور ان پر عمل کرے ۔ اور عمل میں اپنے مجتہد مذہب میں جس کا تابع ہے قولِ مختار کو اختیار کرے اور رخصت سے بچتے ہوئے عزیمت پر عمل کرے ۔ (۲۰)

تقلید کے حوالہ سے حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بڑا واضح رہا ہے اور وہ یہ کہ عام لوگ ہر صورت میں تقلید ہی کو اختیار کریں اور آپ فرماتے ہیں کہ: اہلِ کشف کی تقلید احتمالِ خطا کی صورت میں جائز نہیں اور مجتہد کی تقلید احتمالِ خطا کی صورت میں بھی جائز اور درست ہے بلکہ واجب و لازم ہے۔ (۲۱)

حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں عقائد ضالہ کے خلاف جہاد کر کے صحیح سنی عقائد کو فروغ دیا وہیں فقہِ حنفی کی زبردست تائید ونصرت فرما کر ہند میں امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو حیاتِ نو بخشی وہ طبقہ جو امامِ اعظم کی محدثیت کا منکر اور آپ کو فقط صاحبِ رائے قرار دینے پر تلا ہوا تھا آپ نے اس کا بھی سدباب کیا' آپ نے فرمایا:۔

"...... یقیناً بلا تکلف وتعصب کہا جا سکتا ہے کہ اس مذہبِ حنفی کی نورانیت نظرِ کشفی میں دریا کی طرح ہے اور باقی تمام مذاہب حوض اور نالیوں کی طرح نظر آتے ہیں اور ظاہر میں بھی اس مذہب کے پیرو دیگر مذاہب کے پیروان سے زاید ہیں اور یہ مذہب اپنے اصول وفروع اور طریقہ استنباط میں تمام مذاہب سے ممتاز ہے۔

عجیب معاملہ ہے کہ تقلیدِ سنت میں امام ابوحنیفہ سب سے پیش قدم ہیں وہ مرسل احادیث کو مسند احادیث کی طرح شایانِ متابعت اور اپنی رائے پر مقدم سمجھتے ہیں اور اسی طرح صحابی کے قول کو بہ وجہ شرفِ صحبت اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں حالانکہ دوسرے ائمہ کا مسلک یہ نہیں ہے۔ باوجود اس کے امامِ اعظم کے مخالف ان کو صاحبِ رائے کہتے ہیں اور ان کے متعلق بے ادبی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ سردارِ دین اور رئیسِ اہلِ اسلام کو برا نہ کہیں۔ اور اسلام کے سوادِ اعظم کو ایذا نہ پہنچائیں۔ ﴿یریدون

لیطفئو نوراللہ بافواھھم﴾۔ وہ لوگ جو آپ کو اور آپ کے اتباع کو اصحابِ رائے کہتے ہیں اگر ان کا یہ خیال ہے کہ احناف اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں اور یہ لوگ کتاب وسنت پر عامل نہیں ہیں تو ان کے اس غلط اور فاسد خیال کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ اہلِ اسلام کا سوادِ اعظم ضال اور مبتدع ہے بلکہ ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے۔ ایسا خیال وہی شخص کرے گا جو جاہل

ہو اور اس کو اپنے جہل کی خبر نہ ہو یا زندیق ہو کہ اس کا مقصد شطرِ دین کا ابطال ہو۔ (۲۲)

آپؒ نے نہ صرف یہ کہ فقہِ حنفی کی تائید ونصرت میں اپنا زورِ علم وقلم صرف فرمایا بلکہ بحیثیتِ مجموعی آپ نے دیگرسنی مذاہبِ فقہ کی حقانیت کو واضح کر کے دراصل فقہِ اسلامی کوتقویت پہنچانے کا فریضہ انجام دیا آپ فرماتے ہیں :۔

"...... اسلام کی جو خدمت ائمہ دین نے کی ہے وہ اظہر من الشمس ہے ۔ ان حضرات نے امتِ مرحومہ کے واسطے ابوابِ یسر کھولے ہیں ۔ ان کا وجود مسلمانوں کے واسطے سراسر رحمت ہے حضرتِ امامِ شافعی کا ارشاد ہے ان اللہ لا یعذب علی قول اختلف فیه العلماء یعنی ائمہ مجتہدین میں سے ہر ایک کا قول اختلافِ رائے کے باوجود عذابِ الٰہی سے بچانے کا ذریعہ ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے ﴿فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾۔ ائمہ مجتہدین اہلِ ذکر صاحبِ علم اور فقہائے امت ہیں ۔ ان کا قول ہم لاعلموں کے لئے حجت و برہان اور رحمت ہے ۔ (۲۳)

حضرتِ مجدد متصلب حنفی ہونے کے باوجود عملا دیگر ائمہ فقہ کی بعض مسائل میں رعایت فرماتے ہیں اور بعض معاملات میں عمل برجمعِ اقوالِ ائمہ کے قائل ہیں شاید اس سے آپ کا مقصود شریعتِ مطہرہ پر کامل طور پر عمل کی تحریص و ترغیب ہو یا ان ائمہ کرام کو بھی اپنے عمل سے ثواب میں شریک کرنا مطلوب ہو' یا دیگر مذاہبِ حقہ کی عملی تائید پیشِ نظر ہو ۔ بہرکیف آپ فرماتے ہیں :۔

حتی الامکان اقوالِ مجتہدین کے جمع کرنے میں پوری کوشش کرنی چاہئے تاکہ متفق علیہ قول پر عمل واقع ہو مثلا امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ وضو میں نیت کرنا فرض قرار دیتے ہیں تو

چاہئے کہ بے نیت وضو نہ کرے' اسی طرح امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ وضو میں ترتیب اور پے در پے دھونے کو لازم جانتے ہیں تو چاہئے کہ ترتیب اور پے در پے کا خیال رکھے ۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اعضاء دھوتے وقت ان کو ملنا فرض قرار دیتے ہیں تو چاہئے کہ یہ بھی اعضاء کو مل کر دھوئے ۔ (۲۴)

طالبانِ علومِ شریعت سے آپ بے حد محبت فرماتے تھے اور ان کے بارے نہایت خوش خیال تھے' شیخ فرید کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :۔

"...... طالبِ علموں کو مقدم کرنے میں شریعت کی ترویج ہے یہی لوگ شریعت کے حامل ہیں ۔ ملت مصطفویہ علیہ وآلہ الصلوت والتسلیمات ان ہی سے قائم ہے ۔ کل قیامت کو شریعت کے بارے میں سوال کریں گے تو تصوف کے بارے میں نہیں پوچھیں گے ۔ جنت میں داخلہ اور دوزخ سے بچنا شریعت پر عمل سے ہوگا۔ کوئی شخص یہ سوال نہ کرے کہ غیر حق تعالیٰ میں گرفتار طالبِ علم اس صوفی سے بہتر کیسے ہوسکتا ہے جو غیرحق کی گرفتاری سے آزاد ہوچکا ہے' کیونکہ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ سائل بات کی تہ تک نہیں پہنچا ۔ طالب علم غیرحق میں گرفتاری کے باوجود مخلوقات کی نجات کا سبب اور ذریعہ ہے کیونکہ احکام شریعت کی تبلیغ اسے میسر ہے اگرچہ خود اس سے فائدہ نہیں اٹھا رہا ۔ اور صوفی اپنے آپ کو غیرحق سے آزاد کرلینے کے باوجود مخلوق کی نجات سے کوئی سروکار نہیں رکھتا ۔ وہ شخص جو بہت سے لوگوں کی نجات اورخلاصی کا سبب ہو اس کا اس شخص سے بہتر اور افضل ہونا واضح ہے جو صرف اپنی نجات کے سامان میں ہی مصروف ہو ۔...." (۲۵)

حضرتِ مجدد شریعت کے معاملہ میں اصحابِ شریعت یعنی فقہاء کے اقوال کو اختیار کرنے اور انہی پر عمل پیرا ہونے کو شریعت پر صحیح عمل قرار دیتے ہیں' اور خود ایک متبع شریعت صوفی ہونے کے باوجود شریعت کے معاملہ میں صوفیاء کی تقلید سے منع فرماتے ہیں ...... امامِ ہمام ضیاء الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :۔

"...... صوفیاء کا عمل حلت وحرمت میں سند نہیں' یہاں تو امام ابو حنیفہ' امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول معتبر ہے نہ کہ ابو بکر شبلی وحسن نوری رحمۃ اللہ علیہما کا ۔ (۲۶)

اب تک کی گفتگو حضرتِ مجدد کے فقہ اسلامی کے حوالہ سے ان افکار ونظریات سے متعلق تھی جو ترویجِ فقہ' و اشاعتِ حکمت کے سلسلہ میں ہیں ۔ اب ذرا ایک نظر ان افکار ونظریات پر ڈالی جانی چاہیئے جو بعض علمی مسائل کے عملی پہلو سے تعلق رکھتے ہیں ۔

فقہ میں چند مسائل میں حضرتِ مجدد کا نقطہ نظر بظاہر عامۃ الناس کے عمل کے خلاف نظر آتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے موقف پر مضبوط دلائل کی بنیاد پر قائم ہیں اور بنظر انصاف دیکھا جائے تو آپ کا عمل عینِ حنفیت ہے : مثلا رفعِ سبابہ درتشہد کے مسئلہ میں آپ عدمِ رفع کے قائل ہیں جبکہ فی زمانہ اکثر لوگوں کا عمل رفع ہی کا ہوگیا ہے ۔ اس سلسلہ میں آپ کے دلائل کو دیکھا جانا چاہئے' آپ فرماتے ہیں :۔

"...... ہم کہتے ہیں کہ اگر جواز اور عدمِ جواز اور حلت و حرمت میں تعارض ہو تو ترجیح عدمِ جواز کو ہوتی ہے ......" اسی بناء پر آپ عدمِ رفع سبابہ درتشہد کے نظریہ پر قائم تھے ۔

فقہ کا ایک اہم شعبہ قضاء ہے جس سے فقہِ اسلامی کے احکام عملا نافذ ہوتے ہیں ' تنفیذِ احکامِ شرعیہ کے سلسلہ میں آپ نے قضا کے قیام اور شرعی عدالتوں کے ذریعہ عدل کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے صدرِ جہاں کے نام ایک تحریر میں فرمایا :۔

"...... اسلامی نشانوں میں سے ایک نشاں اسلامی شہروں میں قاضیوں کا تقرر ہے' جو گزشتہ زمانوں میں محو ہوگیا تھا ۔ سرہند میں جو اہلِ اسلام کے بڑے شہروں میں سے ایک ہے کئی سال سے کوئی قاضی نہیں حاملِ رقیمہ ہذا قاضی یوسف کے باپ دادا جب سے سرہند آباد ہوئے ہیں قاضی ہوتے چلے آئے ہیں اگر بہتر سمجھیں تو اس عظیم الشان کام کو ان کے حوالہ کردیں ۔ (۲۷)

آج کل سود سے پاک معیشت کا معاملہ موضوع بحثِ عوام و خواص ہے' قیامِ پاکستان سے لیکر اب تک حضرتِ مجدد کے ماننے والوں کے اس ملک میں غیر سودی نظام کے نفاذ کو قصدا پسِ پشت ڈالا گیا ہے' جبکہ یہ بات ادلہ قطعیہ سے ثابت ہے کہ سود حرام ہے' خواہ وہ تجارتی ہو یا انفرادی عظیم مرشد و رہنما حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ ملا مظفر کے ایک خط

کے جواب میں فرماتے ہیں :۔

"...... شریعت میں ہر ایسا عقد جس میں زیادتی کی شرط ہو ربوا اور سود ہے لہذا اس طرح کا سودی قرضہ بھی حرام قرار پائے گا اور جو چیز بذریعہ حرام حاصل کی جائے وہ بھی حرام ہوتی ہے۔ (۲۸)

بعض لوگون کا خیال ہے کہ سودی قرضہ اگر مجبوراً لینا پڑ جائے تو یہ جائز ہونا چاہئے' حضرتِ مجدد فرماتے ہیں :۔ باقی رہی محتاجی کی صورت تو میرے مخدوم سود کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے جو محتاج وغیر محتاج سب کو شامل ہے محتاج کو اس حکمِ قطعی سے خارج اور مستثنی قرار دینا حکم قطعی کو منسوخ کرنا ہے۔ نیز اگر محتاج سے عام محتاج مراد لیا جائے تو پھر ربوا کی حرمت کے لئے کوئی موقع اور محل باقی نہیں رہے گا۔ (۲۹)

سونا چاندی انسانی ضرورت ہے مگر اس کا وہی استعمال جائز ہے جسے شارع نے جائز رکھا کوئی شخص اپنی مرضی سے کسی بھی چیز میں جواز یا عدمِ جواز کا حکم نہیں لگا سکتا حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے سونے چاندی کے برتنوں اور ریشمی لباس کے استعمال کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"......سونا چاندی اور ریشمی لباس وغیرہ جنہیں شریعت نے حرام قرار دیا ہے ان کے استعمال سے پرہیز لازمی ہے۔ سونے چاندی کے برتنوں کو زینت وآرائش کے طور پر اگر رکھیں تو قدرے گنجائش ہے لیکن ان کا استعمال قطعاً حرام ہے۔ حتی کہ ان میں کھانا پینا خوشبو ڈالنا سرمہ دان بنانا سب منع ہے۔ (۳۰)

غیر مسلم اقوام سے تعلقات اور مسلم حکومت کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے حضرتِ مجدد کا فقہی نظریہ یہ تھا کہ "...... خدا اور رسولِ خدا کے ان دشمنوں سے میل جول اور انس ومحبت بہت بڑی تقصیروں میں شامل ہے۔ ان دشمنوں کے ساتھ دوستی اور انس کا کم از کم نقصان یہ ہے کہ احکامِ شرعی کے اجراء کی قدرت اور کفر کے نشانات اکھاڑنے کی قوت

مغلوب اور کمزور ہوجاتی ہے ۔اور ان سے تعلقِ دوستی کا حیا اس میں مانع ہوجاتا ہے ۔اور یہ بہت بڑا ضرر و نقصان ہے ۔دشمنانِ خدا سے دوستی و الفت خدا تعالی کے ساتھ دشمنی کی طرف کھینچ لے جاتی ہے ۔اوراس کے پیغمبر کے ساتھ دشمنی پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے ۔

ہندوستان میں جب غیر مسلموں سے جزیہ کی وصولی ترک کی گئی تو حضرتِ مجدد اس خالص فقہی و شرعی امر پر خاموش نہ رہ سکے اور آپ نے اپنا موقف بلا خوفِ لومۃ لائم ان الفاظ میں پیش کیا:۔

"...... بادشاہوں کو یہ کیا حق حاصل ہے کہ جزیہ روک لیں' ہندوستان میں اہلِ کفر سے جزیہ کا موقوف ہونا ان علاقوں کے سلاطین وحکمرانوں کے ساتھ دوستی کی شومی کے باعث ہے ۔ ان سے جزیہ لینے کا اصل مقصد ان کی ذلت وخواری ہے اور یہ ذلت وخواری اس حد تک ہے کہ جزیہ کے خوف سے اچھے کپڑے نہیں پہن سکتے اوراپنا بناؤ سنگھار نہیں کرسکتے اور ان کے اموال لے لینے کے خوف سے ہمیشہ ڈرتے اورلرزتے رہتے ہیں ۔ بادشاہوں کو یہ کیا حق حاصل ہے کہ جزیہ روک لیں اللہ تعالی نے جزیہ وضع ہی ان کافرون کی ذلت وخواری کے لئے کیا ہے مقصود ان کی رسوائی اور اہل اسلام کی عزت اور غلبہ ہے ۔ ......" (۳۱)

جہاد اسلامی شعائر میں سے ایک اہم شعار اور فرائض میں سے اہم فریضہ ہے حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا:۔

"...... جھود ہر کہ شود کشتۂ سودِ اسلام است یعنی جو غیر مسلم بھی قتل ہو اس میں اسلام کا نفع ہے ۔ دولت اسلام کے حصول کی علامت اہل کفر کے ساتھ بغض وعناد رکھنا ہے اللہ

تعالی نے اپنے کلام مجید میں ان کونجس و ناپاک کہا ہے پس اہلِ اسلام کی نظر میں بھی اہلِ کفر نجس و پلید ہی ہونے چاہئیں ۔ ان سے مشورے لینا اور پھر ان کے مطابق عمل کرنا ان دشمنوں کا کمال اعزاز ہے جو سراسر منع ہے ۔ (۳۲)

حضرتِ مجدد بدعات وفضول مباحات کے سخت خلاف تھے آپ کے مکتوباتِ

طیبات کے مطالعہ سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آپ بدعات و منکرات کے خلاف تلوار برہنہ لئے برسرِ پیکار ہیں نمازِ تہجد کی جماعت اور دیگر نوافل کی جماعت بالتداعی کے آپ سخت خلاف ہیں اور یہی حقیقتاً مذہبِ احناف ہے ۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں کتبِ اصول کے حوالہ جات سے اسے بدعت ثابت کیا ہے اور والیانِ اسلام و قاضیانِ ملت سے پرزور اپیل کی ہے کہ وہ بدعات کے خاتمہ کے لئے اپنا اثر ور سوخ استعمال کریں ۔ حضرتِ مجدد کی بدعات کے خلاف تحریک کے پیشِ نظر کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے کہ کاش آج حضرتِ مجدد ہمارے درمیان ہوتے تو جس طرح آپ نے اپنے دور میں نوافل کی جماعت بالتداعی کو سختی سے منع فرمایا ایسے ہی بعض لوگوں کے ایجاد کردہ اعتکافِ بالتداعی اور بعض دیگر خادمانِ سنت کے ایجاد کردہ الوانِ عمائم و ولائم بالتداعی' اور محافل النعت طوال اللیل جیسی بدعات کا قلع قمع فرماتے ۔ خدا کرے حضرتِ شیخ کے سلسلہ کا کوئی درویش اٹھے اور ان فضول مباحات کے خلاف کمربستہ ہوکر ان کا خاتمہ کر سکے ۔ کیونکہ آپ فضول مباحات کے خلاف تھے' بدقسمتی سے آج ہمارے دور میں مباحات کے دائرہ کو وسعت دے کر بعض امورِ مباحہ کو سنت و واجب کے درجہ میں کردیا گیا ہے ۔ حضرتِ مجدد اس صورتحال کا ادراک فرماتے ہوئے ہماری رہنمائی کے لئے پہلے ہی فضول مباحات سے خبردار فرماگئے ہیں ۔

اگر چہ ایک عام آدمی کو یہ بات عجیب لگتی ہے کہ کوئی کام مباح بھی ہو اور فضول بھی مگر یہ حقیقت ہے کہ ایسے بہت سے امور فی زمانہ بکثرت ہونے لگے ہیں جو مباح تو ہیں مگر فضول ۔ آپ نے ایسے مباحات سے اجتناب کی تاکید فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں :۔

"...... فضول مباحات سے اجتناب کیا جائے اور مباحات میں سے بقدرِ ضرورت

پر کفایت کی جائے کیونکہ ارتکابِ مباحات میں باگ کا ڈھیلا کرنا مشتبہ امور کے ارتکاب تک پہنچا دیتا ہے اور مشتبہ سے تجاوز کر کے انسان حرام تک جا پہنچتا ہے ۔ بقدرِ ضرورت مباح بھی اسی وقت مثمر نتائج لاتا ہے جبکہ بندگی کی نیت سے ہو ورنہ بقدرِ ضرورت مقدار بھی وبالِ جان ہے ۔ (۳۳)

آپ فرائض و واجبات پر حد درجہ زور دیتے ہیں اور ایسے مباحات جن سے کوئی فرض یا واجب ترک ہوتا ہو کو فضول قرار دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں :"...... انصاف کرنا چاہئے کہ اگر ایک مباح کا ارتکاب بہت سے واجب امور کے فوت ہوجانے کا باعث بنتا ہو وہ حدِ جواز سے خارج ہوجائے گا یہ نہیں، یعنی ضرور خارج ہوجائے گا ......" (۳۴)

حضرتِ مجدد الفِ ثانی قدس اللہ سرہ العزیز کے فقہی افکار و نظریات کے حوالہ سے جو مثالیں پیش کی گئیں، یہ صرف چند امثلہ ہیں ورنہ نمازِ جمعہ و جماعت، محافلِ غنا و سرود، معاملاتِ بیع و سود اور دیگر متعدد فقہی معاملات میں حضرتِ مجدد خاص نظریہ و فکر کے مالک ہیں۔

تاہم عمومی طور پر یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی افکار و نظریات حضرتِ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فقہی افکار و نظریات کے حقیقی ترجمان ہیں ۔ آپ نے ہندوستان کے الحاد و بے دینی کے دور میں جس طرح دین کو زندہ کیا ہے اسی طرح فقہِ حنفی کو حیاتِ نو بخشی ہے اور یوں آپ اپنے عصر کے محی الدین ہونے کے علاوہ محی الفقہِ والحکمہ بھی ہیں۔

اللہ رب العزت ہمیں حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے افکار سے اپنی فکر کے زاویوں کو درست کرنے اور اپنے عمل کو حضرتِ شیخ کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ القرآن سورۃ البقرۃ ۲۶۸

۲۔ فیروز آبادی، ابوطاہر محمد بن یعقوب م ۸۱۷، تنویر المقیاس، تفسیر ابن عباس، سورۃ لقمان آیت ۱۲، مطبوعہ المکتبۃ الفاروقیہ، ملتان۔

۳۔ امام فخر الدین الرازی، التفسیر الکبیر، ج ۲۴ ص ۴۵ (زیرِ آیت ۱۲ سورۃ لقمان)

۴ ابنِ عابدین شامی، رد المحتار علی الدر المختار، المقدمہ ج ۱ ص ۲۸، مطبوعہ المکتبہ الراشدیہ کوئٹہ

۵۔ القرآن: سورۃ لقمان آیت ۱۲

۶۔ کنز العمال، ج ۱۴ حدیث ۳۷۸۶۵ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ، بیروت۔

۷۔ کنز العمال ج ۱۲ حدیث ۳۴۵۸۹

۸۔ مکتوباتِ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، اردو ترجمہ سعید احمد نقشبندی، دفتر اول حصہ اول ص ۱۰۴، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کراچی

۹۔ القرآن: سورۃ لقمان، آیات ۱۳ تا ۱۹

۱۰۔ نور بخش توکلی، تذکرہ مشائخ نقشبندیہ، ص ۷۹، مطبوعہ فضل نور اکیڈمی، گجرات ۱۹۷۰ء

۱۱۔ مکتوباتِ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، اردو ترجمہ سعید احمد نقشبندی، (دفتر اول حصہ اول ص ۱۰۴)

۱۲۔ ایضاً۔ (حصہ دوم ص ۴۴)

۱۳۔ ایضاً۔ (حصہ ۵ ص ۵۴)

۱۴۔ ۔ایضاً۔ (حصہ سوم ص ۹۶)

۱۵ ایضاً۔ (مکتوب نمبر ۲۶۶)

۱۶ ایضاً۔ (حصہ دوم ص ۱۰۶)

۱۷۔ ایضاً۔ (حصہ سوم ص ۷۷)

۱۸۔ ایضاً۔ (حصہ پنجم ص ۷۱)

۱۹۔ ایضاً۔ (حصہ پنجم ص ۷۲)

۲۰۔ ایضاً۔ (حصہ پنجم ص ۸۸)

۲۱۔ ایضاً۔ (حصہ اول ص ۱۳۳)

۲۲۔ ایضاً۔ (مکتوب ۵۵ دفترِ دوم)
۲۳۔ ایضاً۔ (مکتوب ۵۵ دفترِ دوم)
۲۴۔ ایضاً۔ (حصہ پنجم ص ۸۸)
۲۵۔ ایضاً۔ (حصہ دوم ۴۶/۴۷)
۲۶۔ ایضاً۔ (حصہ ۴ ص ۱۸۶)
۲۷۔ ایضاً۔ (مکتوب ۱۹۵ حصہ سوم ص ۱۲۲)
۲۸۔ ایضاً۔ (مکتوب ۱۰۲ حصہ دوم ص ۱۵۰)
۲۹۔ ایضاً۔ (مکتوب ۱۰۲ حصہ دوم ص ۱۵۱)
۳۰۔ ایضاً۔ (مکتوب ۱۶۳ حصہ سوم ص ۷۴)
۳۱۔ ایضاً۔ (مکتوب ۱۶۳ حصہ سوم ص ۷۳)
۳۲۔ ایضاً۔ (مکتوب ۱۶۳ حصہ سوم ص ۷۳)
۳۳۔ ایضاً۔ (حصہ سوم ص ۱۰۰)
۳۴۔ ایضاً۔ (۔حصہ دوم ص ۸۱)